معاویہ رضی اللہ عنہ بھی کاتبان وحی میں سے ہیں۔ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سسر حضرت ابوسفیان کے گھر کو دارالامن قرار دیا تھا۔ ابوبکر، سیدہ عائشہ کے باپ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور ام المؤمنین جس شمر کو پانی پی پی کر گالیاں دی جاتی ہیں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا برادر نسبتی ہے۔ ہمارے شیعہ جو جی میں آئے کہہ دیتے ہیں مگر ہم سخت پابندیوں کے قیدی ہیں بڑی زیادتی کرتے ہیں۔ نہیں جانتے کہ کوئی جنگ کسی دین کا نقطہ آغاز نہیں ہوسکتی۔ ہمارا موقف اعتدال حقیقت پر ہے۔ ہم خلافت راشدہ کا سلسلہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ختم کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کشمکش کو جانبین کی اجتہادی غلطی کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے ہیں کیونکہ یہ معاملات اتنے حساس ہیں کہ ایک لفظ کے غلط استعمال سے بھی ایمان ضائع ہوجانے کا خدشہ ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں، دس محرم جس طرح اس سال امن وسلامتی سے گزر گیا ہے، ہر سال اسی طرح امن اور بھائی چارے کی فضا میں گزرا کرے۔ آمین

جرم جو چھت پر چڑھ کر کیا جاتا

حکومت ملامت کا اولین ہدف مسلمہ طور پر ہے۔ ہر پتنگ بازی میں والدین بھی مجرم ہیں۔ اس کے دھاتی اور ماجھائے تار اور ڈوریاں روزانہ کی بنیاد پر ماؤں کے سامنے ان کے کٹی گردنوں والے بیٹوں کو لا ڈالتی ہیں مگر مائیں اپنی ذمہ داری سے غافل ہیں۔ ایک ماں اپنے بچے کو پیسے دیتی ہے اور دوسری ماں کا بچہ ذبح کرا دیتی ہے اور عین ممکن ہے کہ اگلے دن کوئی دوسری ماں اس کے بیٹے کی لاشہ اس کے سامنے ڈال دے۔ مگر یہاں کون کسی کی سنتا ہے جس سوسائٹی کی مائیں اتنی غیر ذمہ دار ہوجائیں اس کے انجام بد کا اندازہ کرلینا کچھ مشکل نہیں۔

ڈور کو ماجھا لگانے کا کام لاہور کے قدیم باغوں میں سرعام ہوتا ہے۔ چاہیے کہ پولیس وہاں کاروائی کرے۔ ہزارہا گھرانے پتنگ سازی کے پیشہ پر پلتے ہیں۔ اسے کاٹیج انڈسٹری کا درجہ حاصل ہے۔ پولیس کو سب کچھ معلوم ہے مگر وہ ایکشن اس وقت لیتی ہے جب کسی بچے کی گردن کٹتی ہے۔ بچے پتنگ بناتے نہیں صرف اڑاتے ہیں۔ دکاندار پتنگ بیچتے ہیں۔ ڈور، انڈیا سے سمگل ہو کر آتی ہے۔ پولیس کو ان ظالم دکانداروں پر ہاتھ ڈالنا چاہیے بلکہ چاہیے کہ سزا بچوں کو نہ دیں بلکہ والدین کو دیں۔ بچوں کو پکڑنے کیلئے جب پولیس چھتوں پر چڑھتی ہے تو بچے بے محابا چھلانگیں لگا دیتے ہیں ، مرتے ہیں اور جب مرتے ہیں تو میڈیا پولیس کے ظلم کی داستانیں تراشنے میں لگ جاتا ہے اور سارا ملبہ حکومت پر ڈال دیتا ہے۔ کیا اہل دانش اس حد درجہ افسوسناک صورتِ حال کا کوئی علاج تجویز کر سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔